بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود
لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
دفتر مجلس انصار اللہ بھارت
Office Of The Majlis Ansarullah Bharat
Mohallah Ahmadiyya Qadian-143516, Distt.Gurdaspur (Punjab) INDIA
Ph:+91-1872-220186, Fax: +91-1872-224186, Mob. +91-98154-94687, E-mail:ansarullahbharat@gmail.com
حوالہ/Ref تاریخ/Date

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے غلامِ صادق حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی سیرت سے سچائی پر ہر قیمت پر عمل کرنے اور اس حوالے سے مخالفین کو چیلنج کرنے کے واقعات کا ایمان افروز تذکرہ۔

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔
اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔
صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ یکم/مئی 2026ء (۱۰/ہجرت ۱۴۰۵ ہش) بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، یوکے۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے غلامِ صادق حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی سیرت سے سچائی پر ہر قیمت پر عمل کرنے اور اس حوالے سے مخالفین کو چیلنج کرنے کے بعض واقعات آج بیان کروں گا۔

یہ واقعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت میں سچائی کے ساتھ غیر معمولی وابستگی، جرأتِ اظہار، اور مخالفین کو کھلے میدان میں للکارنے کا ایک نہایت جاندار نمونہ پیش کرتا ہے۔

حضور فرماتے ہیں: جب مولوی محمد حسین بٹالوی نے آپؑ پر کفر اور جھوٹ جیسے سنگین الزامات عائد کیے، تو آپؑ نے محض دفاع پر اکتفا نہیں کیا بلکہ پورے یقین اور وقار کے ساتھ ایک فیصلہ کن چیلنج پیش کیا۔ آپؑ نے واضح الفاظ میں فرمایا کہ میری پوری زندگی گواہ ہے کہ میں نے کبھی جھوٹ کو اختیار نہیں کیا۔ نہ عام حالات میں اور نہ ہی ان نازک مواقع پر جب جان، عزت اور مال بچانے کیلئے جھوٹ بولنا آسان ترین راستہ تھا۔

آپؑ نے بتایا کہ عدالتوں میں بھی، جہاں وکیلوں نے صاف کہا کہ کامیابی کیلئے جھوٹ ضروری ہے، وہاں بھی آپؑ نے سچائی کو ترجیح دی اور نقصان برداشت کیا مگر حق کو نہیں چھوڑا۔ اس کے بعد آپؑ نے نہایت زوردار انداز میں اپنے مخالف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو محض الزامات پر اکتفا نہ کرو بلکہ قطعی اور روشن ثبوت پیش کرو۔ کیونکہ ایک سچا اور خدا ترس انسان کبھی بغیر تحقیق کے کسی پر کفر اور فسق کا الزام نہیں لگاتا۔ یہ محض دفاع نہیں تھا، بلکہ ایک ایسا اخلاقی اور روحانی معیار قائم کرنا تھا جس میں مخالف خود کٹہرے میں آکھڑا ہوتا ہے۔ پھر آپؑ نے بات کو ایک اور بلند سطح پر

لے جاتے ہوئے ایک فیصلہ کن اور غیر معمولی چیلنج دیا۔ کہ آؤ، ہم دونوں کو اس معیار پر پرکھ لیا جائے جسے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم نے سچائی کی علامت قرار دیا ہے، یعنی روحانی صداقت (سچی خوابوں اور الہامات کی سچائی)۔

آپؑ نے کھلے عام اعلان کیا کہ ایک مجلس مقرر کی جائے، دونوں فریق اپنے شواہد پیش کریں، اور جس کی سچائی واضح ہو جائے، اسی وقت دوسرے کو کاذب، دجال اور جھوٹا تسلیم کر لیا جائے۔

حضور فرماتے ہیں: یہاں آپؑ کی جرأت اپنے عروج پر نظر آتی ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ اگر میں اس آزمائش میں جھوٹا ثابت ہوا تو میں خود اپنے اوپر لگائے گئے تمام الزامات کو قبول کر لوں گا، چاہے وہ کفر ہو، دجل ہو یا فریب۔ لیکن اگر خدا تعالیٰ نے میری سچائی کو ظاہر کر دیا، تو پھر کیا تم میں یہ ہمت ہے کہ اپنے اوپر یہی الزامات قبول کرو؟ یہ محض الفاظ نہیں تھے، بلکہ ایک ایسا کھلا، بے لاگ اور دوٹوک چیلنج تھا جس میں سچائی پر کامل یقین جھلک رہا تھا۔

آخر میں آپؑ نے بڑے یقین اور جلال کے ساتھ اعلان کیا کہ خدا تعالیٰ خود فیصلہ کرے گا اور وہ وقت قریب ہے جب ہر بہتان تراش کی حقیقت کھل جائے گی۔ جو دوسروں کو ذلیل کرنے کیلئے اٹھتے ہیں، وہ خود ذلت کا نشان بن جاتے ہیں۔ اگر آپ طالبِ حق بن کر میری سوانح زندگی پر نظر ڈالیں تو آپ پر قطعی ثبوتوں سے یہ بات کھل سکتی ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیشہ کذب کی ناپاکی سے مجھ کو محفوظ رکھتا رہا ہے۔ یہاں تک کہ بعض دفعہ انگریزی عدالتوں میں میری جان اور عزّت ایسے خطرے میں پڑ گئی کہ بجز استعمال کذب اور کوئی صلاح کسی وکیل نے مجھ کو نہ دی۔ لیکن اللہ جلّ شانہٗ کی توفیق سے مَیں سچ کے لیے اپنی جان اور عزّت سے دست بردار ہو گیا۔ اور بسا اوقات مالی مقدمات میں مَیں نے سچ کے لیے بڑے بڑے نقصان اٹھائے۔ اور بسا اوقات محض خدا تعالیٰ کے خوف سے اپنے والد اور بھائی کے برخلاف مَیں نے گواہی دی اور سچ کو ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ کون ثابت کر سکتا ہے کہ میرے منہ سے جھوٹ نکلا ہو۔

پھر جب مَیں نے محض للہ انسانوں پر جھوٹ بولنا ابتدا سے متروک رکھا اور بارہا اپنی جان اور مال کو صدق پر قربان کیا تو پھر مَیں خدا پر کیوں جھوٹ بولتا۔

حضورؑ فرماتے ہیں کہ ایک اَور بات بھی ذریعہ آزمائش صادقین ہو جاتی ہے اور وہ یہ کہ کبھی انسان کسی ایسی مصیبت میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ بجز کذب کے کوئی حیلہ رہائی کا اُس کو نظر نہیں آتا تب وہ آزمایا جاتا ہے کہ آیا اُس کی سرشت میں صدق ہے یا کذب ہے۔ حضورؑ نے اس حوالے سے تین نمونے اپنی سوانح سے پیش فرمائے جن میں نمبر ایک مرزا اعظم بیگ صاحب لاہوری کی کوشش سے دائر شدہ مقدمہ دخلِ ملکیت، نمبر دو مقدمہ ڈاک خانہ اور تیسرا واقعہ حضورؑ کے صاحبزادے حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کی جانب سے ایک ہندو پر دائر کردہ مقدمہ تھا، جس میں حضرت صاحبزادہ صاحب نے اُس ہندو پر یہ

مقدمہ کیا تھا کہ اُس نے حضورؑ اور آپؑ کے خاندان کی زمین پر مکان بنالیا ہے اور مسماری کا دعویٰ کیا گیا تھا۔ مگر ترتیبِ مقدمہ میں ایک امر خلافِ واقعہ تھا۔ چنانچہ مخالفین نے حضورؑ کا نام گواہوں کی فہرست میں شامل کروا دیا کہ جو مرزا صاحب گواہی دیں گے ہمیں منظور ہو گا۔ حضورؑ فرماتے ہیں کہ وہ مقدمہ مَیں نے اپنے ہاتھوں سے محض رعایتِ صدق کی وجہ سے آپ خراب کیا اور سچائی کو مقدم رکھ کر مالی نقصان کو پیش رکھا۔

اب اے حضرت شیخ صاحب۔ یعنی مولوی صاحب کو مخاطب کر کے آپ فرماتے ہیں کہ اگر آپ کے پاس بھی اس درجہ ابتلاء کی کوئی نظیر ہو جس میں آپ کی جان اور آبرو اور مال راست گوئی کی حالت میں برباد ہوتا آپ کو دکھائی دیا ہو اور آپ نے سچ کو نہ چھوڑا ہو اور مال اور جان کی کچھ پرواہ نہ کی ہو تو للہ وہ واقعہ اپنا معہ اس کے کامل ثبوت کے پیش کیجئے ورنہ میرا تو یہ اعتقاد ہے کہ اس زمانہ کے اکثر ملاں اور مولویوں کی باتیں ہی باتیں ہیں۔ ورنہ ایک پیسہ پر ایمان بیچنے کو تیار ہیں کیونکہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ کے مولویوں کو بدترین خلائق بیان فرمایا ہے اور آپ کے مجدد صاحب نواب صدیق حسن خان مرحوم حجج الکرامہ میں تسلیم کر چکے ہیں کہ وہ آخری زمانہ یہی زمانہ ہے۔ سو ایسے مولویوں کا زہد و تقوی بغیر ثبوت قبول کرنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ کی تکذیب لازم آتی ہے۔ سو آپ نظیر پیش کریں اور اگر پیش نہ کر سکیں تو ثابت ہو گا کہ آپ کے پاس صرف راست گوئی کا دعویٰ ہے مگر کوئی دعویٰ بے امتحان قبول کے لائق نہیں۔ اندرونی حال آپ کا خدا تعالیٰ کو معلوم ہو گا کہ آپ کبھی کذب اور افترا کی نجاست سے ملوث ہوئے یا نہیں۔ یہ تو میں نہیں جانتا۔ اللہ کو معلوم ہو گا غیب کا علم تو وہی جانتا ہے۔ یا ان کو معلوم ہو گا جو آپ کے حالات سے واقف ہوں گے۔ جو شخص ابتلاء کے وقت صادق نکلتا ہے اور سچ کو نہیں چھوڑتا۔ اس کے صدق پر مہر لگ جاتی ہے اور اگر یہ مہر آپ کے پاس ہے تو پیش کریں ورنہ خدا تعالیٰ سے ڈریں ایسا نہ ہو کہ وہ آپ کی پردہ دری کرے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ حضرت صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب کو جب علم ہوا کہ مخالف فریق نے حضرت مسیح موعودؑ کی گواہی طلب کی ہے تو چونکہ وہ جانتے تھے کہ حضورؑ کبھی جھوٹ نہیں بولیں گے، اس لیے انہوں نے مقدمہ ہی واپس لے لیا۔

حضورِ انور نے اس مکان کی تاریخ بھی بیان فرمائی۔ یہ مکان ڈپٹی شنکر داس کی حویلی کہلاتی تھی، جو انتہائی متعصب و مخالف تھا۔ اس مکان سے حضورؑ کے مکانات کی بے پردگی بھی ہوتی تھی۔ پھر یہ شخص نماز کے لیے آنے جانے والوں کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ جب نمازی حضورؑ سے اس کے رویّے کی شکایت لگاتے تو حضورؑ فرماتے کہ صبر کرو! شاہی کیمپ کے سامنے کوئی نہیں ٹھہر سکتا۔ چنانچہ دیکھتے ہی دیکھتے ڈپٹی کا ہنستا بستا گھر گرنے لگا اور وہ خود بھی بیمار ہو کر یا کسی طرح وہاں سے چلا گیا۔ یہ مکان

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ نے خرید لیا۔ ۱۹۳۲ء میں اس مکان میں صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر کا قیام عمل میں آیا اور اس کا افتتاح بھی سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا۔ خدا کی قدرت ہے کہ وہ شخص جو بڑی رعونت سے مسجد میں آنے جانے والوں کو روکا کرتا تھا۔ آج خدا کی تقدیر نے اُس کے گھر کو، اُس سارے علاقے کو مسجد بنا دیا ہے۔ یہ مکان اب مسجد اقصیٰ کا حصّہ ہے۔

ان مختلف مقدمات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت شیخ نور احمد صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد صاحب اور تایا صاحب ذکر کیا کرتے تھے کہ ہمارا گاؤں مرزا صاحب کی تعلقہ داری میں تھا کچھ عرصہ حضورؑ اپنے والد صاحب کے مختار رہے اور ہمارے ساتھ بھی بعض پیشیوں میں جانا ہوا۔ آپؑ ہمیشہ راستی کا پہلو اختیار کرتے، خواہ مقدمے کو کسی قدر نقصان پہنچ جاتا۔

حضرت میاں اللہ یار صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت صاحبؑ کی عمر پچیس تیس سال تھی، آپؑ کے والد صاحب کا اپنے موروثیوں سے درخت کاٹنے پر ایک تنازعہ ہو گیا۔ آپؑ کے والد صاحب کا نظریہ یہ تھا کہ زمین ہماری ہونے کی وجہ سے درخت بھی ہماری ملکیت ہیں۔ آپؑ مقدمے کی پیروی کے لیے گورداسپور تشریف لے گئے، آپؑ کے ہمراہ دو گواہ بھی تھے۔ حضرت اقدسؑ نے راستے میں گواہوں سے فرمایا کہ ابا جان یوں ہی زبردستی کرتے ہیں، درخت بھی تو کھیتی کی طرح ہوتے ہیں۔ یہ غریب لوگ ہیں اگر کاٹ لیے تو کیا ہرج ہے۔ مَیں تو عدالت میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ مطلقاً ہمارے ہی ہیں، ہاں! ہمارا حصّہ ہو سکتا ہے۔ موروثیوں کو بھی آپؑ پر بے حد اعتماد تھا۔ جب مجسٹریٹ نے ان سے پوچھا تو انہوں نے بلا تأمل جواب دیا کہ خود مرزا صاحب سے معلوم کر لیں۔ آپؑ نے دریافت کیے جانے پر فرمایا کہ میرے نزدیک درخت کھیتی کی طرح ہیں۔ جس طرح کھیتی میں ہمارا حصّہ ہے اُسی طرح درخت میں بھی ہمارا حصہ ہے۔ چنانچہ آپؑ کے اس بیان پر مجسٹریٹ نے موروثیوں کے حق میں فیصلہ دے دیا۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ مَیں نے حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی سے سچائی کے یہ بعض واقعات پیش کیے ہیں۔ آپؑ نے ہمیشہ سچائی کو مقدم رکھا اور جھوٹ کے قریب بھی نہیں گئے۔ آپؑ نے اپنے ماننے والوں کو بھی ہمیشہ سچائی پر قائم رہنے کی تلقین فرمائی۔ بلکہ شرائطِ بیعت میں بھی یہ لکھا ہوا ہے کہ ہم جھوٹ سے نفرت کریں گے اور سچائی پر قائم رہیں گے۔ پس ہمارا یہ فرض ہے کہ سچائی کو اپنا خاص وصف بنائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نُؤْمِنُ بِہٖ وَ نَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَ نَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ نَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ عِبَادَ اللّٰہِ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ اِنَّ اللّٰہَ یَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَ یَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ وَ الْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ اُذْکُرُوا اللّٰہَ یَذْکُرْکُمْ وَ ادْعُوْہُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ وَ لَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ۔